ا یک نیٔ کہا نی۔۔۔۔

آپ نے جشن آزادی کے حوالے سے کئی کہا نیا ں پڑ ھی ھونگی مگر یہ ایک بلکل نئی کہانی ہے جب آ پ ا سے ختم کر چکے گیں تو ضرور سوچیں گے کہ وا قعی یہ کہانی زیادہ پرانی ہو بھی کیسے سکتی ہے۔۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ایک لئی کا بھرا پیالہ ۔۔ اور جھنڈیاں لیے بلال اور سعد یہ جشن آزادی کے سلسے میں اپنی چھت پر جھنڈیاں لگا رہے ہیں۔ یہ ایک سرکاری ادارے کے کلرک کے بچے ہیں جس کی تنخواہ تو زیادہ نہیں مگر "دوسری" آمدنی اتنی ضرور ہے کے اپنے بچوں کے لیے چھوٹی چھوٹی خوشیاں خرید سکے۔

پڑوس کی چھت کی دیوار کافی چھوٹی ہے کہ کوئی بچہ اسے باآسانی پھلانگ سکتا ہے۔وہاں کھڑی مائرہ ان بچوں کو دیکھ رہی ہے۔ اس کی ننھی بجھی ہوئی آنکھوں میں حسرت کے سوا کوئی دوسرا جذبہ نہیں نظر آرہا۔یہ ایک پرائیوئٹ ادارے کے ملازم کی بیٹی ہے۔جس کے دو بچے ہیں مائرہ اور علی۔۔اور ایک بیمار بیوی۔۔اس ملازم کی تنخواہ چھ ہزار ہے ،مکان کا کرایہ پندرہ سو۔۔بجلی پا نی کے بل کم از کم چھ سو،سات سو روپیہ۔۔ بیوی کی بیماری پر اٹھنے والے کم از کم اخراجات ہزارروپے،ٹرانسپورٹ کا خرچ ۱۵۰۰ (روزانہ ۵۰ روپے کے حسا ب سے)با قی رہ گئے دو ہزار۔۔۔خیر۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

بلال بھائی دیکھو تو مائرہ کیسے بھوکوں کی طرح ہمیں دیکھ رہی ہے ، اس کے پا س اپنی جھنڈیاں نہیں ہیں جو۔۔۔ شش بری بات، ایسے نہیں کہتے اس کی امی کے پاس پیسے نہیں ہونگے۔ہاں یہ ہی بات ہو گی۔ سعد یہ نے تائید میں زور سے سر ہلایا۔سعد یہ ایسے نہ کریں ہم اپنی کچھ جھنڈیاں اسکو دے دیں ۔ نہیں بلال بھائی ہماری جھنڈیاں کم ہو جائیں گی۔نہیں ہوتی کم میں اپنے حصے میں سے دینے لگا ہوں۔بلال نے سختی سے کہا اور کچھ جھنڈیاں لے کر مائرہ کی جانب گیا اور اس کی طرف بڑھا دیں۔مگر مائرہ کے چہرے پر کوئی تا ثر نہ تھا نہ خوشی کا نہ جوش کا صرف اس کی ننھی ننھی بجھی ہوئی آنکھوں میں حسرت تھی۔۔۔۔

سعدیہ نے جب دیکھا کہ مائرہ جھنڈیاں نہیں پکڑ رہی تو اس کا جذبہ ایثار جوش مارنے لگا اس نے اپنا چھوٹا جھنڈا سعدیہ کی طرف بڑے خلوص سے بڑھا دیا۔مائرہ نے تھوڑی ہچکچاہٹ کے ساتھ نفی میں سر ہلا دیا۔

دونوں بچوں نے اس کے سرد رویہ سے اکتا کر مزید ایثار و قربانی کا ارادہ ترک کر دیا اور اپنی سر گرمی میں مصروف ہو گئے۔مائرہ ابھی تک اسی جگہ پر کھڑی تھی اس کی ننھی ننھی بجھی ہوئی آنکھوں میں حسرت اب بھی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔

سعدیہ جاونیچے سٹور سیجھنڈا باند ھنے کے لیے رسی لیکر آو، بلال نے حکم دیا۔نہیں بلال بھائی سٹور میں اندھیرا ہوتا ہے مجھے ڈر لگتا ہے آپ بھی ساتھ چلیں۔ ڈر پوک کہیں کی چلو مل کر چلتے ہین۔جھنڈیاں اور لئی کا بھرا پیالہ وہیں چھوڑ کر دونوں بچے نیچے چلے گئے۔

۔۔۔۔۔۔۔ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔ تو باقی رہ جانے والے دو ہزار میں سبزی دال،آٹا، گھی بس اسقدر ہی آتا تھا کہ کبھی ایک ٹائم کھا لیا تو دو ٹائم چھٹی اور اگر دو ٹائم کھالیا تو ایک دن چھٹی۔۔۔۔۔

آج بھی ایک ایسا ہی دن تھا۔مائرہ نے کل شام سے کچھ نہیں کھایا تھا۔ اور آج دوپہر کو جب اسکا بھائی علی مسجد میں ہونے والی قرآن خوانی پر جانے لگا تو اس نے بہت لاڈ سے کہا:علی (علی اس سے دو برس چھوٹا تھا) قرآن خوانی کے بعد جو کھانے کو ملے گا وہ میرے لیے بھی لاو گے نا۔مجھے بہت بھوک لگی ہوئی ہے۔ ہاں کیوں نہیں ضرور میں مولوی صاحب سے کہوں گا کہ میری بہن کے لیے بھی دے دیں۔ اور اگر انہوں نے نہ دیا تو؟۔۔تو پھر میں چپکے سے اپنی جیب میں ڈال لوں گا۔ یہ کہتا ہوا وہ تیزی سے گھر سے نکل گیا۔

مگر واپسی پر علی خالی ہاتھ تھا۔ علی میرے لیے نہیں لائے وہ روہانسی ہو گئی۔ نہیں ! علی اتنا ہی کہ سکا اور جا کر چارپائی پر لیٹ گیا۔اب وہ سے کیا بتاتا کہ جب مولوی صاحب نے انکار کیا تو اس کے اندر اتنی ہمت نہیں تھی کہ اللہ کے گھر سے کچھ چوری کرے اور اس لیے وہ خود بھی بھوکا ہی واپس آگیا تھا۔۔۔۔

مائرہ ،سعدیہ اور علی کے نیچے جاتے ہی ان کی چھت پر آکر لئی کے پیالے اورجھنڈیوں کے پاس آبیٹھی تھی---

جشن آزادی مبارک جشن آ آ آزادی مبارک ، بلال بہت جوش میں آچکا تھا اور دونوں بچے سیڑھیاں چڑھتے ہوئے اوپر آرہے تھے-

مائرہ جہاں بیٹھ چکی تھی وہاں سے اٹھنا اب ممکن نہیں تھا-اس کی ننھی ننھی بجھی ہوئی آنکھوں میں حسرت مدہم ہو چکی تھی---

جشن آ آزا--زا بلال سے آگے بولا ہی نہیں گیا دونوں بچے شدید حیرت سے مائرہ کو دیکھ رہے تھے جو لئی کا پیالہ ہاتھوں میں تھامے اسے خالی کر چکی تھی اور اب اسکے کنارے چاٹ رہی تھی-زادی مب مب رک بلال کے منہ سے ہلکی سی سسکی نکلی------

سارہ- (سٹوڈنٹ آف ماس کمیونیکیشن)

sarapakistan2008@yahoo.com